خوف و حُزن سے نجات سچائی کی علامت ہے

(فرمودہ ۱۰- جولائی ۱۹۱۴ء)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:-

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصَّابِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ [1]-

اس کے بعد فرمایا:-

کوئی دنیا کا انسان اپنے پیاروں اور عزیزوں کو مصیبت اور تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا- اگر دو آدمیوں میں خفیف سے خفیف بھی محبت یا تعلق ہو تو ایک کی تکلیف کا اثر دوسرے پر ضرور پڑے گا- باپ اپنے بیٹے کو مصیبت میں دیکھ کر کبھی یہ برداشت نہیں کرتا کہ خود آرام سے بیٹھا رہے- اور اسی طرح بیٹا باپ کو تکلیف میں دیکھنا گوارا نہیں کرتا' بھائی بھائی کی تکلیف کو' دوست دوست کی تکلیف کو' بیوی خاوند کی تکلیف کو اور خاوند بیوی کی تکلیف کو دیکھ کر آرام سے نہیں بیٹھ سکتا- غرضیکہ جن انسانوں کا آپس میں ذرا بھی تعلق ہوتا ہے ان کو ایک دوسرے کی تکلیف دیکھ کر ضرور درد پیدا ہوجاتا ہے-

بہت سے واقعات ایسے ہوئے ہیں کہ گھر میں آگ لگ گئی ہے اور بچہ اندر ہے تو باپ یا ماں نے آگ میں کود کر یا تو بچے کو بچالیا ہے یا خود بھی اس کے ساتھ جل کر کباب ہوگئی ہے- تو محبت کا لازمی نتیجہ یہ ہے جس کے ساتھ محبت اور پیار ہوتا ہے اس کی ہر ایک تکلیف

دور کرنے کیلئے اپنی جان تک قربان کردی جاتی ہے۔ اور مصیبت کے وقت ہی کسی کے پیار کا پتہ لگتاہے یہ ایک عام شعر ہے کہ:-

دوست آں باشد کہ گیر دوستِ دوست در پریشاں حالی و درماندگی

بہت لوگ کہنے کو تو کہتے ہیں کہ مجھے آپ سے بڑی محبت ہے لیکن موقع پر چھوڑ دیتے ہیں۔ حقیقی محبت اور پیار کا یہی ایک نشان ہے کہ اگر ایک دوست کو کوئی تکلیف پہنچے تو دوسرا دوست بھی اس تکلیف کو محسوس کرے اور اس کے دور کرنے کی کوشش میں لگ جائے اور اگر کوئی اپنے دوست کو مصیبت میں دیکھ کر اس کی مدد، تائید اور نصرت نہ کرے تو معلوم ہوجاتاہے کہ اس کو اس سے کوئی تعلق اور محبت نہیں ہے۔ تو جب ہم روزانہ انسانوں کو دیکھتے ہیں کہ ذرا ذرا سے تعلق کی وجہ سے اپنے دوستوں اور عزیزوں کو بچانے کیلئے جان بھی قربان کردیتے ہیں تو اگر کسی جماعت سے اللہ تعالیٰ کا تعلق ہو اور اس کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہوتو باوجود اس کے وہ مصیبت کی زندگی دنیا میں بسر کرتی ہو اور خداتعالیٰ اس کیلئے آرام کے سامان مہیا نہ کرتاہو اور تکالیف سے بچنے میں ان کی مدد نہ کرتاہو۔ حالانکہ انسان تو کسی کی مدد کرتے ہوئے اپنی کوئی چیز کھوکر مدد کرتاہے اور خداتعالیٰ تو اس سے بھی پاک ہے کیونکہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ خداتعالیٰ نے کسی کو مصیبت سے بچایا ہو اور خود مصیبت میں پڑگیا ہو۔ یا خداتعالیٰ نے کسی کو مال و دولت دی ہوتو اس کا خزانہ خالی ہوگیا ہو۔ بائیبل میں یہ لکھا ہے کہ خدا نے سات دن میں زمین کو بنایا اور پھر تھک گیا [۲]۔ لیکن اسلام کا یہ مسئلہ نہیں ہے۔ تو جب خداوند تعالیٰ کے خزانہ میں کسی کو مالا مال کردینے کی وجہ سے کمی نہیں آئی اور کسی کو مصیبت سے بچانے کی وجہ سے اسے خود کچھ تکلیف برداشت نہیں کرنی پڑتی تو پھر اگر کسی جماعت یا گروہ سے اللہ تعالیٰ کا تعلق ہو اور وہ مشکلات میں پڑی رہے اور اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے تو ہم کہیں گے کہ اس قوم کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس معیار کے ماتحت جب ہم تمام مذاہب کو پرکھتے ہیں۔ تو اسلام کے سوا اور کوئی مذہب نہیں ٹھہرسکتا۔

یوں تو ہر ایک مذہب اس بات کا دعویدار ہے کہ خداتعالیٰ کا ہم سے بڑا تعلق ہے اور ہم سے بڑی محبت رکھتاہے۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے۔اگر ایک شخص جس کا کسی دنیا کے مذہب سے تعلق نہیں وہ تمام مذاہب سے علیحدہ ہوکر یہ سوال کرے کہ مَیں کس مذہب کو اختیار کروں اور مجھے اس بات کا ثبوت دو کہ کونسا مذہب سچا ہے تو صرف

یہی ایک زندہ ثبوت اس کے سامنے پیش کیا جائے گا کہ جس مذہب کے ساتھ خداتعالیٰ کی تائید اور نصرت تمہیں شامل نظر آتی ہے وہی سچا ہے اور جس کے ساتھ تائید نہیں وہ جھوٹا ہے اور اس کے سچا ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کا صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ فلاں حاکم سے میرا تعلق ہے تو اس کا ثبوت وہ یہ دے گا کہ اگر کوئی مصیبت کا تکلیف کا وقت آئے تو وہ اس کی مدد کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ حاکم اس کو دکھ سے نہیں چھڑاتا یا اس کے سر پر آئی ہوئی آفت کو دور کرنے میں اس کی مدد نہیں کرتا تو اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اور اگر ایک شخص کو جب کوئی تکلیف پہنچے تو فوراً اس ملک کا بادشاہ اس کی مدد کیلئے آمادہ ہوجائے اور اگر اسے مالی مشکلات پیش آئیں تو بادشاہ کے خزانے اس کیلئے کھول دیئے جائیں۔ اور اگر اسے کوئی ذلیل کرنا چاہے تو بادشاہ اس کی عزت قائم کردے تو کیا ان نشانات کو دیکھ کر بھی کوئی کہہ سکتاہے کہ بادشاہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یا ایک شخص بادشاہی دربار میں ذلیل کیا جاتا ہو لوگ' اُسے دکھ دیتے ہوں لیکن بادشاہ کو کوئی پرواہ نہ ہو تو کیا کوئی یہ بات مان سکتاہے کہ اس شخص کا تعلق بادشاہ سے ہے خواہ وہ کتنا ہی کہتارہے۔ اسی معیار کو خداتعالیٰ نے پیش کرکے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو مؤمن کہلاتے ہیں اور وہ جو یہودی اور نصاریٰ اور صابی کہلاتے ہیں جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتاہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے احکام کے ماتحت نیک عمل کرتا ہے ایسے لوگوں کو اس کی طرف سے بڑے بڑے اجر ملیں گے اور ایسے لوگوں کیلئے کوئی خوف نہ ہوگااور نہ انہیں کوئی حُزن ہو گا۔

تو اللہ تعالیٰ نے سچے مذہب کا یہ معیار فرمایا ہے کہ قرآن ایک ایسے زمانہ میں اُترا ہے کہ جو اس کو مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب سچا ہے اور یہودی کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب سچاہے۔ تو جب ہر ایک مذہب سچا ہونے کا ہی دعویٰ کرتا ہے تو جو درحقیقت سچا مذہب ہے اس کی دوسرے مذاہب پر کوئی فضیلت ہوئی چاہیئے اور ساتھ ہی اس فضیلت کی دلیل بھی ہونی چاہیئے۔ پس سچے مذہب کی فضیلت کی یہ دلیل ہے کہ اس پر چلنے والے عمل صالح کرنے والے لوگ ہوں گے جو کہ خداتعالیٰ کے پیارے ہوں گے۔ اور ان کو بڑے بڑے انعام دیئے جائیں گے اور ان کو کسی قسم کا کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اگر انہیں پچھلی تکالیف کی وجہ سے کوئی حُزن اور ملال ہوگا تو ان پر ایسے انعام کئے جائیں گے کہ وہ بھی بھول جائیں گے۔ اب اگر کسی مذہب والے کو کہتے ہیں کہ ہم خدا کے پیارے ہیں۔ اور ہم سے خداتعالیٰ کا تعلق ہے لیکن وہ

خوف میں ہیں- تکالیف اٹھاتے ہیں اور حزن میں مبتلا ہیں تو وہ کبھی سچے مذہب کے پیرو نہیں ہوسکتے- لیکن جن لوگوں کو انعام ملیں اور ان کے خوف و حُزن دور ہوجائیں' وہی سچے مذہب کے معتقد کہلاسکتے ہیں-

اب دیکھو کہ کس زمانہ میں یہ آیت نازل ہوئی اور اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس کتنے آدمی تھے اور وہ کس حالت میں تھے- بہت تھوڑے لوگ تھے جو کہ لوگوں کی نظروں میں حقیر اور ذلیل سمجھے جاتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت بڑادرجہ رکھتے تھے- لوگوں کے خیال میں وہ بے کار اور فضول تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں وہی بلند ہونے والے تھے- ان کے مقابلہ میں یہودیوں' عیسائیوں' مجوسیوں اور کفار کی بڑی سلطنتیں تھیں یا ان کے جتھے تھے مگر باوجود اس قدر ملک اور طاقت رکھنے کے انہیں ذلیل اور خوار ہونا پڑا- پہلے انہیں کوئی غم اور حُزن نہ تھا- لیکن آنحضرت ﷺ کے مقابلہ پر آکر وہ مختلف قسم کے خوف اور حُزن میں مبتلا ہوگئے- پس یہ باتیں ہوتی ہیں جو کسی مذہب کو سچا ثابت کرتی ہیں کیونکہ انہی باتوں سے پتہ لگتا ہے کہ فلاں جماعت کا خداتعالیٰ سے تعلق ہے اور فلاں کا نہیں ہے- کسی مذہب کی سچائی کی یہ علامت ہمیشہ کیلئے قائم ہے کہ اگر اس کے پیروؤں سے خوف و حزن جاتارہے اور خداتعالیٰ کے انعام و اکرام کے دروازے ان پر کھل جائیں تو وہ سچا ہے- لیکن اگر وہ خوف وحُزن میں مبتلا ہوں تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ جھوٹے ہیں- حضرت مسیح موعودؑ نے مختلف کتابوں میں تحریر فرمایا ہے کہ آجکل مسلمان قسم قسم کے خوفوں اور حزنوں میں جو مبتلا ہیں تو اگر یہ سچے مسلمان ہوتے تو خداتعالیٰ کیوں انہیں ذلیل کرتا- اور کیوں یہ تباہ ہوتے جاتے- اس سے معلوم ہوتاہے کہ ان کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے- اس لئے وہ انہیں ان تکالیف سے نجات بھی نہیں دلاتا-

پس تم اپنے اعمال پر غور کرو اور جس وقت دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ان تعلقات میں کوئی کمی واقع ہوگئی ہیں اور تمہیں خوف و حُزن میں مبتلا ہونا پڑا ہے تو فوراً اپنے اندر تبدیلی پیدا کرلو- کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتاہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَایُغَیِّرُ مَابِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَابِاَنْفُسِہِمْ [۳] - پس اگر تم کسی خوف یا حزن میں مبتلا ہوجاؤ تو فوراً اپنی اصلاح کی فکر میں لگ جاؤ- اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے مضبوط تعلق پر قائم رہیں اور ہمارے خوف دُور ہوکر ترقی کریں- اور اللہ تعالیٰ ہمیں اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے نجات دے اور جس طرح اپنے پاک بندوں

کی ہمیشہ تائید کرتا ہے ہماری بھی کرے۔ آمین ثم آمین۔

(الفضل ۱۶۔ جولائی ۱۹۱۴ء)

ا؎ البقرۃ: ۶۳

۲؎ پیدائش باب ۲ آیت ۱ تا ۳ (مفہوماً)

۳؎ الرّعد: ۱۲